نظم

ڈاکٹر عظیم امروہوی

عشق نامہ (کے چند اشعار)

جب کسی کو کہیں ہوا ہے عشق
پھر چھپائے نہیں چھپا ہے عشق

روگ جس کو ترا لگا ہے عشق!
پھر کہیں کا نہ وہ رہا ہے عشق

عشق والے ہی جانتے ہیں اسے
کس قدر صبر آزما ہے عشق

کتنے گل خاک میں ملائے ہیں
کب بھلا تیرا دل دکھا ہے عشق

عشق کے حق میں بس دعا کیجیے
سچ تو یہ ہے کہ لادوا ہے عشق

کچھ ارادے کا اِس میں دخل نہیں
جب بھی ہونا ہوا، ہوا ہے عشق

کہیں مثلِ گلاب مہکا ہے
بن کے کانٹا کہیں چبھا ہے عشق

کہیں خاموش رہتا ہے اکثر
کہیں آنکھوں سے بولتا ہے عشق

کہیں ہوتی ہے کیفیت ایسی
نہ تو سوتا نہ جاگتا ہے عشق

لذتِ عشق بھی ہے کیا لذّت
ایک بے مثل ذائقہ ہے عشق

زندگی میں جہاد جتنے ہیں
سب سے دشوار مورچہ ہے عشق

آمریت نہیں ہے اس کا مزاج
سر سے پا تک اک التجا ہے عشق

زندگانی ترے اندھیرے میں
دل ہے اک چاند، چاند نا ہے عشق

قیسؔ و فرہادؔ و وامقؔ و مجنوںؔ
سب سے ہی ترا واسطہ ہے عشق

شاعروں کا ہے مونس و ہمدم
میرؔ و غالبؔ کا ہمنوا ہے عشق

ایک رنگیں غزل کہیں تو کہیں
حضرتِ دل کا مرثیہ ہے عشق

جن کو کہتے ہیں شاعرِ مشرق
اُن کے ہاں ایک فلسفہ ہے عشق

حضرتِ جونؔ ایلیا کے لیے
مولدِ جونؔ ایلیا ہے عشق

کہیں قلبِ گدا میں پوشیدہ
کہیں شاہوں کا تجربہ ہے عشق

وہ جو عقل و خرد کے حامی ہیں
دل میں اُن کے بھی تو چھپا ہے عشق

عقل کو فکر ہائے اندیشہ
ہر قدم بے خطر رہا ہے عشق

عقل فرزانگی کی دعویدار
اور جنوں ترا مشغلہ ہے عشق

عقل ہمت شکن بھی ہوتی ہے
اور با عزم و حوصلہ ہے عشق

عقل کانٹوں سے بچ کے چلتی ہے
اور کانٹوں کو روندتا ہے عشق

عقل ہے احتیاط کی قائل
اور شعلوں میں کودتا ہے عشق

عقل کو خوف و خطر پسند نہیں
اور خطروں سے کھیلتا ہے عشق

عقل تو دیکھتی ہے آنکھوں سے
دل کی آنکھوں سے دیکھتا ہے عشق

یہ حقیقت عظیمؔ بھائی ہے
آدمی ہو نہ ہو، خدا ہے عشق

معرفت تقی رضا، B-2، ڈی ڈی اے فلیٹ، پاکٹ 9 جسولا، نئی دہلی۔110025، موبائل: 9045642585